ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 4521-4530
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Khanqah System: A Research Study in the Light of the Quran and Suunah

خانقاہی نظام: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Muhammad Abu Bakar
PhD Scholar Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology. D.I.Khan Campus
Professor Dr. Abdul Wahab
Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology. D.I.Khan Campus

Abstract
The Khanqah system represents one of the most significant spiritual and educational institutions in the history of Islamic civilization. Emerging as centers of spiritual training, moral refinement, religious learning, and social welfare, Khanqahs have played a vital role in nurturing Islamic values and promoting ethical conduct among Muslim communities. Although the formal institution of the Khanqah developed over time, its fundamental principles are deeply rooted in the teachings of the Qur'an and the Sunnah of the Prophet Muhammad (ﷺ), particularly in the concepts of spiritual purification (Tazkiyah al-Nafs), remembrance of Allah (Dhikr), companionship of the righteous (Suhbah), sincerity (Ikhlas), and moral excellence (Ihsan).
This study aims to examine the Khanqah system in the light of the Qur'an and Sunnah, exploring its conceptual foundations, objectives, functions, and historical development. The research investigates the extent to which the practices and teachings commonly associated with Khanqahs correspond to the primary sources of Islam. It further analyzes the role of Khanqahs in character building, religious education, spiritual guidance, social cohesion, and community service. Special attention is given to Qur'anic injunctions and Prophetic traditions that emphasize spiritual discipline, self-reformation, and the cultivation of virtuous conduct.
Using an analytical and descriptive methodology, the study evaluates both the positive contributions and the contemporary challenges of the Khanqah system. It argues that when aligned with the authentic teachings of Islam, Khanqahs serve as effective institutions for spiritual development and social reform. The research concludes that the essential objectives of the Khanqah system are consistent with the broader Islamic vision of personal purification and collective moral well-being. Therefore, a balanced understanding of the Khanqah tradition, grounded in the Qur'an and Sunnah, is necessary for appreciating its historical significance and contemporary relevance in Muslim societies.
Keywords: *Khanqah System, Qur'an, Sunnah, Sufism, Tazkiyah al-Nafs, Islamic Spirituality, Dhikr, Moral Reform, Islamic Education.*

تعارف

خانقاہی نظام کی شرعی حیثیت کا دارومدار تصوف پر ہے کیونکہ خانقاہی نظام میں تصوف سکھایا جاتا ہے، لہٰذا تصوف پر توجہ مبذول کرنی چاہیے کہ اس تصوف سے کیا مقصود ہے ؟ اگر تصوف سے مقصود اور مراد تزکیہءِ نفس ہے اور خانقاہی نظام میں اسی پر محنت ہوتی ہے تو اس کی شرعی حیثیت میں کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ پیغمبر ﷺ کی آمد کا مقصد

بھی یہی ہے۔ ویز کیہم (القرآن) اور امت کے ذمہ بھی یہ کام لگایا ہے۔ فلیبلغ الشاہد الغائب (الحدیث) رہی بات نظام کی جدید صورت جو کہ پہلی اور دوسری صدی میں موجود نہیں تھی تو مقصود لغیر ذاتہ یہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر تصوف سے مقصود تزکیہ نفس نہیں یا مقصود تو ہے مگر حاصل نہیں ہو رہا تو اس کی شرعی حیثیت کسی درجہ میں نہیں آتی۔ پہلے چند اختلافی نظیریں پیش کی جاتی ہیں۔

علامہ ابن خلدون (المتوفی:808ھ) "دیوان المبتدا والخبر في تاریخ العرب والبربر ومن عاصرھم من ذوي الشان الأکبر" میں کہتے ہیں۔

"هذا العلم من العلوم الشّرعيّة الحادثة في الملّة وأصله أنّ طريقة هؤلاء القوم لم تزل عند سلف الأمّة وكبارها من الصّحابة والتّابعين ومن بعدهم طريقة الحقّ والهداية وأصلها العكوف على العبادة والانقطاع إلى الله تعالى والإعراض عن زخرف الدّنيا وزينتها، والزّهد فيما يقبل عليه الجمهور من لذّة ومال وجاه والانفراد عن الخلق في الخلوة للعبادة وكان ذلك عامّا في الصّحابة والسّلف"1

"یہ علم شرعی علوم میں سے ہے جو ملت میں جدید ہے، اور اس کی اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا طریقہ ہمیشہ سے امت کے سلف، صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں میں موجود رہا ہے۔ یہ طریقہ حقیقت اور ہدایت کا تھا، جس کا اصل مقصد عبادت میں لگنا، اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا، اور دنیا کی ظاہری زینت اور متاع سے بیگانہ ہونا تھا۔ اس میں دنیا کی لذتوں، مال اور عزت کے پیچھے نہ دوڑنا، اور لوگوں سے الگ ہو کر عبادت کی خاطر خلوت میں وقت گزارنا شامل تھا۔ یہ طریقہ صحابہ اور سلف میں عام تھا"۔

علامہ ابنِ خلدون نے واشگاف الفاظ میں تصوف کی تائید کی ہے اور اسے سلف صالحین سے جوڑا ہے ان کے نزدیک محض شکلیں بدلی ہیں اصل ابتدا (صحابہ کے دور سے) موجود ہے۔ علامہ ابن خلدون عبد الرحمن بن محمد بن محمد اپنی کتاب دیوان المبتدا والخبر میں کہتے ہیں۔

"علم التّصوّف في الملّة علما مدوّنا بعد أن كانت الطّريقة عبادة فقط وكانت أحكامها إنّما تتلقّى من صدور الرّجال كما وقع في سائر العلوم الّتي دوّنت بالكتاب من التّفسير والحديث والفقه والأصول وغير ذلك. ثمّ إنّ هذه المجاهدة والخلوة والذّكر يتبعها غالبا كشف حجاب الحسّ والاطّلاع على عوالم من أمر الله ليس لصاحب الحسّ إدراك شيء منها. والرّوح من تلك العوالم".2

علم تصوف امت میں ایک ایسا علم ہے جو بعد میں مدوّن ہوا، حالانکہ اس سے پہلے یہ صرف عبادت کی صورت میں تھا، اور اس کے احکام لوگوں کے دلوں سے براہِ راست حاصل کیے جاتے تھے، جیسا کہ دیگر علوم جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، اور اصول وغیرہ کے ساتھ ہوا۔ پھر یہ مجاہدہ، خلوت، اور ذکر ایسی حالت پیدا کرتے ہیں کہ اکثر انسان کا ظاہری حواس کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور وہ اللہ کی ان بے شمار دنیاؤں کو دیکھتا ہے جنہیں حواس کے ذریعے سمجھنا ممکن نہیں ہوتا۔ روح بھی انہی عالموں میں شامل ہوتی ہے۔

علامہ ابنِ خلدون کی عبارت سے ان کا تصوف کے بارے میں موقف بہت واضح سمجھ آرہا ہے، مزید بر آں تصوف کی ایک خاص اصطلاح کشف کو واضح کرتے ہیں کہ ذکر اللہ سے روح مضبوط ہوتی ہے اور حس کے پردے اٹھ جاتے ہیں جس سے اللہ کے امر سے کشف ہوتا ہے۔

عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (المتوفى: 465ھ)، لطائف الإشارات تفسير القشيري میں کہتے ہیں

أن الصوفية قد استمدوا أصولهم وفروعهم من كتاب الله الكريم، وأن علومهم ليست غريبة ولا مستوردة كما يحلو لبعض الباحثين حين يتهمون التصوف الإسلامى بالتأثر بالتيارات الأجنبية: اليونانية والفارسية والهندية والمسيحية ونحوها.3

صوفیاء نے اپنے اصول و فروع کو کتاب اللہ، یعنی قرآن مجید سے حاصل کیا ہے، اور ان کے علوم اجنبی یا درآمد شدہ نہیں ہیں، جیسا کہ بعض محققین یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلامی تصوف غیر مسلم تہذیبوں جیسے یونانی، فارسی، ہندی، مسیحی وغیرہ کے اثرات سے آیا ہے۔

عبدالکریم قشیری کے مطابق تصوف کی بنیاد حقیقت میں اسلامی تعلیمات پر ہے اور اس کا اصل ماخذ قرآن اور سنت ہیں۔ بلکہ یہ اسلام کی روحانیت کا ایک حصہ ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچنا ہے۔ لوگوں کا اسے غیر تہذیب کا تاثر بتانا محض ایک اتہام ہے۔ مجوّزین کے ادلہ میں سے بطور مشت از خروارے چند اقتباس پیش کر دیے گئے ہیں اب غیر مجوّزین کے ادلہ کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

عدم جواز کے قائلین:

احمد بن عبد العزيز بن عبد الله الحصين اپنی کتاب دعوة الإمام محمد بن عبد الوهاب سلفية لا وهابية میں کہتے ہیں

التصوف، وتحت حماية الطرق الصوفية التي لا أصل لها في الدين، ولا تدخل إلا في باب الشعوذة والعته آناً، واللهو واللعب والإباحية آناً آخر. وتحولت أنشطة الأزهر إلى رسوم شكلية جامدة باهتة في ذلك العصر، وغدت علومه مجرد محاكاة لسانيه، وصيغ وعبارات متوارثة لا علاقة لها بواضع الحياة التي رسمها الإسلام العظيم، وكانت الزوايا والتكايا الغاصة بالدراويش والمعتوهين مبعث اشمئزاز وكراهية المؤمنين الصالحين لتلك الأوضاع المخالفة لتعاليم الكتاب والسنة، وعقيدة التوحيد النقية التي راح يفهمها هؤلاء المتصوفة فهما بعيداً عن دين الله عز وجل،4

تصوف، اور صوفی طریقوں کی سرپرستی جو دین میں ان کا کوئی اصل نہیں ہے، اور جو کبھی کبھی جادوگری اور پاگل پن کے زمرے میں آتی ہے، اور کبھی کبھی لہو ولعب اور فحاشی کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اس دور میں ازہر کی سرگرمیاں محض رسمی، بیزار اور بے جان رسوم میں بدل گئیں، اور اس کی تعلیمات صرف زبانی نقل و حرکت بن کر رہ گئیں، اور یہ جملے وعبارات متوارث ہو کر دین اسلام کی اصلی روح سے بے تعلق ہو گئیں۔ زاویے اور تکیا جہاں درویش اور مجنون جمع ہوتے تھے، وہ مؤمنین صالحین کے لیے بے زاری اور نفرت کا باعث بنے، کیونکہ یہ حالات کتاب وسنت کی تعلیمات، اور خالص توحید کے عقیدے سے متصادم تھے، اور یہ متصوفہ ان تعلیمات کو ایک ایسے طریقے سے سمجھنے لگے جو اللہ کے دین سے بہت دور تھا۔

احمد بن عبد العزیز سخت الفاظ میں تصوف اور خانقاہی نظام کی مذمت کر رہے ہیں لیکن جس کا تذکرہ یہ کر رہے ہیں ایسی صورت میں شاید اہلِ اسلام کے راسخین فی العلم میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہو گا وہ کہتے ہیں "اس دور میں ازہر کی سرگرمیاں محض رسمی، بیزار اور بے جان رسوم میں بدل گئیں" اس میں وہ بجانب حق ہیں کیونکہ عموماً ایسا ہوا ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو تو وہاں ان کے موقف میں ضرور تبدیلی واقع ہو گی۔

احمد بن عبد العزیز بن عبد اللہ الحصین اپنی مذکورہ بالا کتاب دعوة الإمام محمد بن عبد الوهاب سلفية لا وهابية میں مزید کہتے ہیں۔

أسلوب الشيوعيين الذين يتخذون من سخافات المتصوفة ذريعة للتهجم على الإسلام وضرب القائمين عليه. وبخاصة وهم يشاهدون أفواج المعتوهين البلهاء يقفون بذل وخضوع أما المقبورين يطلبون منهم أشياء لا يقدر عليها إلا رب العالمين.[5]

یہ کمیونسٹوں کا اسلوب ہے جو صوفیوں کی بے وقوفیوں کو اسلام پر حملہ کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کا بہانہ بناتے ہیں۔ خاص طور پر جب وہ نادانوں اور جاہلوں کے گروہ کو دیکھتے ہیں جو قبروں کے سامنے ذلت اور عجز کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور ان سے ایسی چیزیں مانگتے ہیں جو صرف رب العالمین کے اختیار میں ہیں۔

شیخ احمد بن عبد العزیز جو مندرجہ بالا عبارت میں جو کہتے ہیں یہ بھی بالکل بجا ہے رب تعالیٰ کی خصوصیات کسی اور کو سپرد کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے مگر ایسا تصوف ہمارا مطمح نظر نہیں ہے۔

ابو سہل محمد بن عبد الرحمن المغراوی "موسوعة مواقف السلف في العقيدة والمنهج والتربية" میں کہتے ہیں۔

"قلت: وأما التصوف فيؤيد ما ذكرناه ما قاله الإمام ابن الجوزي في تلبيس إبليس: وجاء أبو نعيم الأصبهاني فصنف لهم كتاب الحلية. وذكر في حدود التصوف أشياء منكرة قبيحة"[6]

"میں نے کہا: اور جہاں تک تصوف کا تعلق ہے، اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے جو امام ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں کہا: "اور ابو نعیم اصفہانی آئے اور ان کے لیے کتاب الحلیہ تصنیف کی۔ اور تصوف کی حدود میں کچھ منکر اور بے شکل باتیں ذکر کیں"۔

یہ اقتباس امام ابن الجوزی کی کتاب "تلبیس ابلیس" کا ذکر کرتا ہے، جہاں انہوں نے تصوف کے بارے میں اپنی رائے دی ہے۔ ابن الجوزی نے ابو نعیم الاصفہانی کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے تصوف کے بارے میں کتاب "الحیہ" تصنیف کی۔ ابن الجوزی نے اس کتاب میں تصوف کے کچھ ایسے پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے جو انہیں ناقابل قبول اور ناپسندیدہ لگے۔ یہ اقتباس اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بعض علماء نے تصوف کی بعض رسموں اور عقائد کو دین سے متصادم اور غیر اسلامی سمجھا ہے۔ اس کے بعد "موسوعة مواقف السلف في العقيدة والمنهج والتربية" کا ذکر کیا گیا ہے، جو ایک جامع کتاب ہے جس میں سلفی علماء کے 9000 سے زیادہ موقف جمع کیے گئے ہیں، اور یہ کتاب 15 صدیوں کے دوران مختلف عقائد، منہج، اور تربیتی اصولوں پر مبنی ہے۔

محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزی (المتوفی: 751ھ۔) تفسیر القرآن الکریم میں فرماتے ہیں کہ

"الطائفة الثانية: من تفلسفت: من صوفية الإسلام. وتقرب إلى الفلاسفة. فإنهم يزعمون أن العبادات رياضات لاستعداد النفوس وتجردها، ومفارقتها العالم الحسي، ونزول الواردات والمعارف عليها. ثم من هؤلاء من لا يوجب العبادات إلا لهذا المعنى، فإذا حصل لها بقي مخيرا في حفظ أوراده، أو الاشتغال بالوارد عنها، ومنهم من يوجب القيام بالأوراد والوظائف. وعدم الإخلال بها، وهم صنفان أيضا. أحدهما: من يوجبونه حفظا للقانون، وضبطا للناموس. والآخرون: الذين يوجبونه حفظا للوارد، وخوفا من تدرج النفس بمفارقتها له إلى حالتها الأولى من البهيمية. فهذه نهاية أقدام المتكلمين على طريق السلوك. وغاية مفارقتهم بحكم العبادة وما شرعت لأجله، ولا تكاد تجد في كتب القوم غير هذه الطرق الثلاثة، على سبيل الجمع، أو على سبيل البدل"[7]

دوسری جماعت: وہ جو تصوف میں فلسفہ کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور فلاسفہ سے قربت اختیار کی۔ یہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عبادات صرف روحوں کی تیاری اور ان کے تجرد (دنیا سے بے تعلقی) کے لیے ہیں، تاکہ وہ حسی دنیا سے علحدہ ہو کر مختلف روحانی واردات اور معارف کو حاصل کر سکیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو عبادات کو صرف اس

معنی میں فرض سمجھتے ہیں، یعنی جب روح اس مقام پر پہنچ جائے تو اس کے بعد عبادات کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اور وہ اس میں آزاد ہیں کہ اپنی مخصوص اذکار یا وظائف پر عمل کریں یا ان سے دور رہیں۔ دوسرے گروہ میں وہ لوگ ہیں جو عبادات کو فرض سمجھتے ہیں اور ان کے ترک کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ یہ گروہ بھی دو اقسام پر مشتمل ہوتا ہے، پہلا گروہ وہ ہے جو عبادات کو قانون کی حفاظت اور اصول کے مطابق ترتیب دینے کے طور پر فرض سمجھتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو عبادات کو روحانی واردات کی حفاظت اور نفس کے بے راہ روی سے بچنے کے لیے ضروری سمجھتا ہے، تاکہ نفس اپنے پہلے حیوانی (غیر منضبط) حالت میں واپس نہ لوٹ جائے۔ یہی وہ انتہائیں ہیں جہاں صوفیاء کے سلوک کے طریقے ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی عبادات اور ان کے مقاصد کے بارے میں شرعی اصولوں سے انحراف واضح ہوتا ہے۔ اور آپ اکثر ان لوگوں کی کتابوں میں ان تین طریقوں کو ہی دیکھیں گے، جو یا تو آپس میں جمع کیے گئے ہوں یا ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال کیے گئے ہوں۔

علامہ ابن قیم جس انتہاء کی بات کر رہے ہیں کچھ غالی صوفیوں میں موجود ہوتا ہے خصوصاً ان پڑھ صوفی یا نا سمجھ غالی صوفی بہر دو صورت ایسا تصوف شریعت سے متصادم ہے۔ تاہم یہ بات بھی بڑی واضح سمجھ آ رہی ہے کہ علامہ ابن قیم شرعی اصولوں سے انحراف کا حکم عمومی نہیں لگا رہے بلکہ "من تفلسفت: من صوفية الإسلام." کے الفاظ بتا رہے ہیں علامہ صرف ان صوفیوں کی بات کر رہے ہیں جو شریعت کے اصولوں کو چھوڑ کر فلسفہ میں جا ڈوبے ہیں۔ چنانچہ آنے والے اپنے قصیدہ میں اپنا موقف مزید واضح کر رہے ہیں۔

محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751ھ) اپنی کتاب: متن القصيدة النونية میں کہتے ہیں

"أهل الحديث جميعهم وأئمة الـ... فتوى وأهل حقائق العرفان

العارفون بربهم ونبيهم ... ومراتب الأعمال في الرجحان

صوفية سنية نبوية ... ليسوا أولي شطح ولا هذيان

هذا كلامهم لدينا حاضر ... من غير ما كذب ولا كتمان

فاقبل حوالة من أحال عليهم ... هم أملياء أولو إمكان

فإذا بعثنا غارة من أخريا ... ت العسكر المنصور بالقرآن"[8]

تمام اہل حدیث اور فقیہانِ فتویٰ اور اہلِ حقیقتِ عرفان، جو اپنے رب اور نبی کو جاننے والے ہیں، اور اعمال کے مراتب میں وزن رکھنے والے ہیں، یہ صوفیاء سنی اور نبوی ہیں، وہ نہ تو شطحیات کے پیروکار ہیں اور نہ ہی ہذیانی خیالات کے حامل، یہ ان کا قول ہمارے سامنے موجود ہے، بغیر کسی جھوٹ یا چھپاؤ کے، لہٰذا ان کی طرف سے جو حوالہ دیا جائے، اسے تسلیم کرو، کیونکہ وہ ولی اور صاحبِ امکان ہیں، اور جب ہم کوئی غارتگری بھیجیں، تو وہ کامیاب لشکر قرآن کے ساتھ ہوتا ہے۔

هيمنة التصوف والطرق الصوفية الضالة على العامة من الناس، ومن ثم انتشار المذاهب والآراء الباطنية. توغل الروافض في أمور المسلمين، ونشرهم للبدع والشركيات، وتثبيطهم للناس عن الجهاد، ومساعدتهم للتتار، أعداء المسلمين.[9]

تصوف اور گمراہ صوفی طریقوں کا عوام الناس پر غلبہ، اور اس کے نتیجے میں باطنی مذاہب اور آراء کا پھیلاؤ۔ روافض کا مسلمانوں کے معاملات میں دخل اندازی، بدعتوں اور شرک کو پھیلانا، لوگوں کو جہاد سے روکنا، اور تاتاروں کی مدد کرنا جو مسلمانوں کے دشمن تھے۔

تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن ابی القاسم بن محمد ابن تیمیہ الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی: 728ھ) "الاستقامہ" میں لکھتے ہیں۔

"التصوف وَهُوَ أجود مِمَّا ذكره أَبُو الْقَاسِم وأصوب وَأقرب إِلَى مَذْهَب سلف الْأمة وأمتها وأكابر مشايخها وَكَذَلِكَ معمر بن زِيَاد الْأَصْفَهَانِي شيخ الصُّوفِيَّة وابو عبد الرَّحْمَن مُحَمَّد بن الْحسن السّلمِيّ جَامع كَلَام الصُّوفِيَّة هما فِي ذَلِك أَعلَى دَرَجَة وَأبْعد عَن الْبِدْعَة والهوى من أَبى الْقَاسِم"[10]

تصوف وہ علم ہے جو ابو القاسم نے ذکر کیا ہے، اور یہ اس سے بہتر، زیادہ صحیح اور سلف امت کے مذہب اور ان کے بزرگ مشائخ کے قریب تر ہے۔ اسی طرح معمر بن زیاد اصفہانی، جو صوفیوں کے شیخ تھے، اور ابو عبد الرحمن محمد بن حسن سلمی، جو صوفیوں کا کلام جمع کرنے والے تھے، ان دونوں کی تصوف کے بارے میں باتیں اس لحاظ سے زیادہ بلند مرتبہ اور بدعت اور خواہشات سے دور ہیں، بنسبت ابو القاسم کے

"سُئِلَ عَن التصوف فَقَالَ الصَّبْر تَحت الْأَمر والنهى وَسبب تعبيرهم عَن الشَّرِيعَة بِالْعلمِ أَن الْقَوْم أَصْحَاب إِرَادَة وَقصد وَعمل وَحَال هَذَا خاصتهم لَكِن قد يعْمل أحدهم تَارَة بِغَيْر الْعلم الشرعى بل بِمَا يُدْرِكهُ ويجد إِرَادَته فِي قلبه وَإِن لم يكن ذَلِك مَشْرُوعا مَأْمُورا بِهِ وَهَذَا كثيرا مَا يبتلى بِهِ كثير مِنْهُم من تَقْدِيم علمهمْ بالذوق والوجد على مُوجب الْعلم الْمَشْرُوع وَمن الْعَمَل بذوق لَيْسَ مَعَه فِيهِ علم مَشْرُوع" [11]

"جب ان سے تصوف کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا: 'صبر کرنا اللہ کے امر اور نہی پر۔ ان کے اس قول میں شریعت کو علم کے طور پر بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ارادہ، مقصد، عمل اور حالت کے حامل ہوتے ہیں، اور یہ ان کی خاصیت ہے۔ تاہم، کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص بغیر شرعی علم کے، بلکہ جو وہ اپنے دل

میں سمجھتا ہے اور اپنی ارادہ کے مطابق پاتا ہے، عمل کرتا ہے، چاہے وہ عمل شرعاً مشروع نہ ہو۔ اور یہی چیز اکثر ان میں سے بہت سوں کو مبتلا کرتی ہے، کہ وہ اپنے ذوق اور وجد کے علم کو شرعی علم کے مقابلے میں مقدم کرتے ہیں، اور ایسے عمل کرتے ہیں جن میں شرعی علم نہیں ہوتا"۔

امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الاستقامہ میں تصوف کی اچھی تعبیر پیش کی ہے۔: 'صبر کرنا اللہ کے امر اور نہی پر "لیکن جو متجاوز عن الحدود ہوتے ہیں اس کو ناجائز اور غیر مشروع قرار دیا جو کہ عین نظریہ ء حق ہے۔ آپ کے مجموع الفتاوی میں اسی بات کی مزید تائید ہوتی ہے۔

"وَقَدْ يَدْخُلُ فِي الْمُنْتَسِبِينَ إِلَى التَّصَوُّفِ وَالسُّلُوكِ مَنْ يَدْخُلُ فِي بَعْضِ هَذِهِ الْمَذَاهِبِ وَهَؤُلَاءِ الْبَاطِنِيَّةُ: هُمْ الْمَلَاحِدَةُ الَّذِينَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّهُمْ أَكْفَرُ مِنْ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَمَا يَحْتَجُّ بِهِ عَلَى الْمَلَاحِدَةِ أَهْلُ الْإِيمَانِ وَالْإِثْبَاتِ: يَحْتَجُّ بِهِ كُلُّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ وَالْإِثْبَاتِ عَلَى مَنْ يُشْرِكُ هَؤُلَاءِ فِي بَعْضِ إلْحَادِهِمْ فَإِذَا أَثْبَتَ لِلَّهِ تَعَالَى الصِّفَاتِ وَنَفَى عَنْهُ مُمَاثَلَةَ الْمَخْلُوقَاتِ –

---وَطَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالْمَعْرِفَةِ: يُقَرِّرُونَ هَذَا التَّوْحِيدَ مَعَ إثْبَاتِ الصِّفَاتِ فَيَفْنَوْنَ فِي تَوْحِيدِ الرُّبُوبِيَّةِ مَعَ إثْبَاتِ الْخَالِقِ لِلْعَالَمِ الْمُبَايِنِ لِمَخْلُوقَاتِهِ"[12]

اور بعض لوگ جو تصوف اور سلوک سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں سے بعض ایسے مذاہب میں شامل ہو جاتے ہیں، اور یہ باطنیہ ہیں: وہ ملحدین ہیں جن کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی زیادہ کافر ہیں۔ اور جو لوگ ایمان اور اثبات کے حامل ہیں، وہ ان ملحدین کے خلاف حجت پیش کرتے ہیں۔ ایمان اور اثبات کے حامل ہر شخص کو ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے بعض الحاد میں شریک ہیں، بحث کرنے کا حق ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ثابت کی جائیں اور مخلوقات کی مشابہت سے اس کی نفی کی جائے۔

اور تصوف اور معرفت کے اہل میں سے ایک جماعت یہ توحید کو ثابت کرتے ہیں، ساتھ ہی صفات کے اثبات کے ساتھ۔ وہ توحیدِ ربوبیت میں غرق ہو جاتے ہیں اور اللہ کے اس عالم کے خالق ہونے کو ثابت کرتے ہیں جو اپنی مخلوقات سے مختلف ہے۔

امام صاحب نے یہاں بھی وہی کہا جو پہلے فرما چکے ہیں وہ ان لوگوں پر شدید تنقید کرتے ہیں جو تصوف کو اسلام کے اصولوں سے ہٹ کر تشریح کرتے ہیں اسی لیے انہوں نے بعض کا لفظ استعمال کیا جو شریعت کے اصولوں کے مطابق چلتے ہیں ایسے تصوف کی تائید کرتے ہیں۔

خانقاہی نظام کا مفہوم

خانقاہ کے مفہوم میں تصوف کے ماخذ کی طرح اختلاف ہے شیخ نصیر الدین نے خانقاہ کے معنی کی جو تحقیق پیش کی ہے اس پر بعد کے محققین نے اعتماد کیا ہے تصوف اور صوفیاء کی تاریخ کے مصنف کہتے ہیں صوفیا کا پہلا گروہ 661ء تا 850ء ہے بصرہ اور کوفہ تصوف کا پہلا مرکز ہے "اویس قرنی، حسن بصری، مالک دینار، محمد واسع، حبیب اعظمی، خواجہ فضیل بن ایاز، ابراہیم بن ادہم، ابو حنیفہ، سفیان ثوری" کو صوفیا میں شامل کیا ہے تاہم انہوں نے کوئی مریدین کا سلسلہ پیدا نہیں کیا نہ ہی عبادت کے کوئی الگ طریقے اپنائے اصحاب اقتدار کے ساتھ ان کا میل جول نہ ہوتا تھا تاہم ملاقات ہوتی تو ان کی خامیوں کو اجاگر کرتے، اور اصلاح کی کوشش کرتے ہیں دسویں صدی ء میں تصوف نے ایک تحریک کی شکل اختیار کی اگرچہ یہ گروہ پوری طرح منظم نہ تھا البتہ تنظیم کی شکل اختیار کر رہے تھے۔ شیخ علی ہجویری نے پہلی بار فارسی زبان میں تصوف پر کتاب لکھی۔ اس سے پہلے صوفیا کے متعلق جتنا مواد تھا وہ سارا عربی میں ہی تھا۔ شیخ ابو القاسم قشیری 72 10ء اس دور کے معروف صوفی ہیں جنہوں نے رسالہ فن تصوف" تحریر کیا اس میں انہوں نے تصوف پر لگنے والے الزامات کو دھونے کی کوشش کی کہ تصوف قران وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے تاریخ کے مصنف کہتے ہیں "شیخ ابو سعید ابن عربی 895ء شیخ ابو محمد الخلدی 952ء شیخ ابو نصر سراج 988ء شیخ ابو طالب مکی 994 ء شیخ ابو بکر 1000ء شیخ عبد الرحمن السومی 1021ء" یہ بزرگ ہیں کہ جنہوں نے اجتماعی طور پر ادب کے ذریعے لوگوں کے مذہبی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی یعنی ان کے ادوار میں خانقاہوں کو ابتدائی شکل مل رہی تھی" [13]

آئینہ کے مصنف کہتے ہیں خانقاہی نظام کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب صوفیا نے دیکھا کہ ہر طرف بدعت عام ہو رہی ہیں تو انہوں نے ایک الگ تھلگ دور دراز علاقوں میں اپنے حجرے قائم کر دیئے، جہاں ان کا مقصد تھا کہ ہر طرح کی بدعات اور خرافات سے اپنے اپ کو بچا کر عبادت میں مشغول ہوا جائے تو یوں ان کو جب نیکی کے خواہاں لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوئے یوں باقاعدہ خانقاہی نظام شکل میں آیا۔ سب سے پہلے خانقاہ حضرت ابو ہاشم صوفی نے ملک شام کے ایک مقام رملہ میں تعمیر کی تصوف دار اسلام ائینہ کے مطابق اگر تاریخ کو پیچھے کی طرف موڑا جائے تو ہمیں سب سے پہلے خانقاہ دار ارقم نظر اتی ہے اس کے بعد دینی مدارس روحانی تربیت گاہیں اور عبادت گاہیں ان کے لیے خانقاہ کا لفظ چوتھی صدی ھ میں استعمال ہوا پر کہتے ہیں تبع تابعین کا دور تصوف میں خاص اہمیت کا حامل ہے اس دور میں تصوف کو خاص فروغ ملا صوفیا نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کی جو خانقاہوں کے نام سے مشہور ہوئیں [14]۔ اسی دور میں طریقت کے سلاسل قائم ہوئے، ہر سلسلے نے باقاعدہ ایک تنظیم کے تحت مریدین کی اصلاح شروع کر دی ذکر وفکر کے حلقے قائم ہوئے۔ اصول وضوابط قائم ہوئے یہ تصوف کا عہد زریں تھا اگرچہ صوفی کا لفظ پہلے بھی رائج تھا لیکن اب عمومی لحاظ سے رائج ہوا فاخرہ لباس

کی بجائے سادہ لباس استعمال کیا گیا اصحاب صفہ کا طرز زندگی اپنایا گیا،اور لوگ صوفی کہلائے تاریخ اولیاء تصوف کے مصنف کہتے ہیں دراصل اردو زبان خانقاہی زبان ہے اس طرح کے جب خانقاہیں قائم ہوئیں تو ان خانقاہوں میں ہندو مسلم اور مختلف معاشروں کے لوگ امن آشتی کے لیے اکٹھے معمولات زندگی سرانجام دینے لگے تو وہاں پر ایک ایسی زبان وجود میں ائی کہ جو مختلف لہجوں اور مختلف زبانوں سے ماخوذ تھی جسے لشکری زبان کہا گیا یعنی ایسی زبان کہ جس میں ساری زبانیں شامل ہیں۔[15]

تصوف کی شرعی حیثیت

تصوف کی شرعی حیثیت کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو جیسے تصوف کے معنی مفہوم میں اور خانقاہ کے مفہوم میں اختلاف ہے اسی طرح تصوف کی شرح حیثیت میں بھی اختلاف پیدا ہوا ہے اہل فقہ تصوف کو جہاں جائز اور عین شریعت قرار دیتے ہیں،اور قران و حدیث سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔وہیں پر اصحاب اہل حدیث تصوف کو عین بدعت اور دیگر غیر سامی مذاہب سے نکلا ہوا فاسد مواد گردانتے ہیں۔اس اختلاف کی بنیاد کیا ہے اس بارے میں تو بعد میں بات ہوگی بہرحال تصوف کے بارے میں دو گروہ ہیں۔ 1۔مجوزین 2۔منکرین

مجوزین تصوف

قران و حدیث سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔تصوف دراصل تزکیہ نفس کا نام ہے اور تزکیہ قران کریم کے نازل ہونے کا مقصود ہے کہ انسان اپنے اپ کو پاک صاف کرکے قرب خداوندی حاصل کرے۔انسان کی کامیابی کی بنیاد تزکیہ نفس ہے اور ناکامی کی بنیاد تدسیہ نفس ہے۔

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا "[16]

"جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا(ا)۔اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوگا"(ا)

"فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى"[17]

"تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی) اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی۔(اسکا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے (ا) سے ڈر تا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے"۔

اسی طرح وہ احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جن میں رسول کریم ﷺ نے کسی صحابی کا تزکیہ فرمایا ہے یا قران کریم میں اللہ رب العزت نے گیارہویں پارے میں صحابہ کرام کے پاک کرنے کے حوالے سے ارشاد فرمایا ہے اور وہ صحابی جن کو زنا وغیرہ کی حد جاری کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک فرمایا۔احادیث۔تصوف کی ابتدا اور طریقہ کار کے بارے میں مجوزین سورہ مزمل کی ابتدائی آیات پیش کرتے ہیں۔قران کریم میں اللہ رب العزت نے سورہ مزمل کی جو ابتدائی 10 ایات نازل فرمائی ہیں اس کے اندر اس کا ثبوت اور طریقہ موجود ہے۔

صوفیاء سورہ مزمل کی ابتدائی دس آیات سے دس اصول تصوف نکالتے ہیں۔

"يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا"[18]

"اے کپڑے میں لپٹنے والے۔رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم"

ان احباب کے استدلال کی آخری آیت ہے۔

"وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا"[19]

"اور مجھے اور ان جھٹلانے والے آسودہ حال لوگوں کو چھوڑ دے اور انہیں ذرا سی مہلت دے"۔

1۔رات کے آخری پہر اٹھنا۔

2۔قران کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا

3۔نفس امارہ کو قابو میں رکھنا۔

4۔غافل لوگوں کے بے خبر سونے کے وقت رب کی رضا کے لیے بارگاہ الہی میں حاضر ہونا۔

5۔آہ سحر گاہی۔بوقت تہجد جو آہ نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے ۔

6۔اللہ کا ذکر ہے ذکر کو اللہ نے دوسری جگہوں پر بھی کثرت سے کرنے کا حکم دیا ہے

7۔سب سے کٹ کر صرف اسی کے ہو کے رہنا۔

8۔اللہ تعالی کی وکالت اور کارسازی تسلیم کرنا ۔
9۔صبر کی تلقین ہے اس میں کہ صبر کرنا
10 مخالفین اورمشکل حالات سے کنارہ کشی کرنا[20]

ان کے مطابق سورہ مزمل سے یہ دس بنیادی اصول نکلتے ہیں جن کی بنا پر تصوف وجود پذیر ہے۔تصوف کوئی الگ اور نئی چیز نہیں جسے بدعت کانام دیاجائے بلکہ اس کاثبوت قرآن سنت میں موجود ہے۔

عدم قائلینِ تصوف

منکرین تصوف اسکو خلاف شریعت کہنے کی وجہ ان کے ان کے بقول تصوف کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں ۔1۔"شرک (حلول و اتحاد،انسانیت پرستی، تجسیم وتناسخ)۔2۔رہبانیت۔3۔ تخریبِ دین۔4۔اباحتِ مطلقہ۔نفاق ومداہنت"۔ ان کے مطابق رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالی کے زمانے میں عبادت کا یہ طریقہ کار موجود نہیں تھا جو صوفیا نے رائج کیا بلکہ قران وسنت کی روشنی میں عبادات کی جاتی تھیں آپ ﷺ نے نہ تو کوئی ایسا طریقہ بتایا ہے۔اور نہ ہی آپ ﷺ کا کوئی ایسا عمل ہے نہ ہی آپ کے اصحاب رضوان اللہ کا اور نہ ہی تابعین کا یہ خرقہ، خانقاہیں ،تصوف میں خلافتیں اور رہبانیت کی بدعتیں بعد کی پیداوار ہیں اور اس کے علاوہ ان کے نظریات بھی ایسے ہیں جو اسلام کے سراسر منافی ہیں مثلاً وحدت الوجود کا نظریہ شیطان اور فرعون کے اسلام کا نظریہ۔ تو ایسی صورت میں کسی طرح بھی تصوف کو مطابق اسلام یا عین اسلام نہیں کہا جا سکتا بلکہ تصوف سراسر خلاف اسلام ہے دلائل منکرین تصوف نے جو صوفیاء پر الزام لگائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ قران اور حدیث سے عوام کو پھیر دیتے ہیں اور اپنے مخصوص ذکر اذکار میں مشغول کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم سب سے بڑا ذکر ہے اور اس میں تدبر حکم خداوندی ہے ان کے بقول قران کریم میں تدبر کرنے سے اللہ کی طرف توجہ ہٹ جاتی ہے اور ان کے خیال میں فنا فی اللہ کو صوفی کا اخری مقصد قرار دیا گیا۔

اہل تصوف کی کارستانیاں کے مصنف کے بقول علامہ شعرانی اپنی کتاب" الکبریت الاحمر" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی بعض غیبی نداؤں میں کہتا ہے۔

" اے میرے بندو رات میرے لیے ہے قران کے لیے نہیں کہ اس کی تلاوت کی جائے تمہارے لیے دن میں عبادت کا لمبا کام ہے لہذا رات کل کی کل میرے لیے بناؤ اور جب تم رات میں قران تلاوت کرو تو میں تم سے یہ نہیں طلب کرتا کہ تم اس کے معنی کے ساتھ ٹھہرو کیونکہ اس کے معنی تم کو مشاہدہ سے پراگندہ کر دیں گے ایک ایت تم کو میری جنت اور اس میں میرے اولیاء کے لیے تیار کی ہوئی نعمت کی طرف لے جائے گی پھر جب تم میری جنت میں حور کے ساتھ نرم نازک ریشمی گدھوں اور توشکوں پر ارام کر رہے ہو گے تو میں کہاں ہوں گا "

صاحب اہل تصوف کی کارستانیاں کہتے ہیں کہ" واضح رہے کہ شعرانی کی یہ بات زبردست دہریت ہے اخر اللہ نے وہ بات کہی ہے جسے شعرانی نے گھڑ لیا ہے" اور بھلا اللہ تعالی ایسی بات کہے گا کیسے جب کہ یہ اس کے بندے اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے قران برحق کے خلاف ہے قران میں ارشاد ہے

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ"[21]

"اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیاہے(ا)پس کیاکوئی نصیحت حاصل کرنے والاہے"۔

اسی طرح ان کا خیال ہے کہ "ان کے مبت دانہ اوراوادوظائف قران مجید سے افضل ہیں" چنانچہ احمد تیجانی کہتے ہیں "نماز فاتح"جو ان کی اپنی ایجاد اور اختراع ہے "روئے زمین پر پڑھے جانے والے تمام اوراوادو اذکار سے چھ ہزار گنا زیادہ افضل ہے۔شیخ عبدالرحمن عبدالخالق کہتے ہیں "اہل تصوف کے نزدیک جو شخص قران پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر کرتا ہے اسے عذاب ہوگا کیونکہ قران کے کچھ اسرار رموز ہیں ظاہر و باطن ہیں انہیں بڑے بڑے شیوخ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا"۔ اہل تصوف قران و حدیث کو شریعت اور علم ظاہر کہتے ہیں جبکہ دوسرے علوم الدنیا ان کے خیال میں قران سے زیادہ مکمل اور بلند تر ہیں چنانچہ ابو یزید بسطامی کہتے ہیں" ہم نے ایسے سمندر میں غوطہ لگایا ہے جس کے ساحل پر ہی انبیاء کھڑے ہیں" اور ابن سبعین کہتا ہے" حضرت آمنہ کے بیٹے نے یہ کہہ کر کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ایک کشادہ چیز کو تنگ کر دیا"یہ تمام خرافات شریعت کے خلاف ہیں اسی طرح نصوص قران اور حدیث کے لیے باطنی تاویل کا دروازہ کھولتے ہیں چنانچہ مشکل ہی سے کوئی ایسی آیت یا حدیث ملے گی جس کی بددین اہل تصوف نے خبیث باطنی تاویلات نہ کی ہوں"[22]

علامہ عبدالخالق کے بقول ڈاکٹر مصطفی محمود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں "اہل تصوف کے مطابق ان کے مختلف اطوار اور حالات ہوتے ہیں اور وہ بڑی دلچسپ رائے کے حامل ہوتے ہیں جو اپنے خاص گہرائی اور معنی رکھتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ معصیت کبھی کبھی اطاعت سے افضل ہوتی ہے کیونکہ بعض معصیتیں اللہ کے خوف اور ذل اور انکسار کی طرف لے جاتی ہیں۔پھر فرماتے ہیں کہ جوگی اور راہب اور مسلمان صوفی سب ایک ہی اسلوب سے اللہ کا قرب اور اس کی بارگاہ تک رسائی چاہتے ہیں "۔[23]

شیخ عبدالحق کہتے ہیں" عقیدے کی خرابی صوفیانہ افکار سب سے پہلے جس چیز کو تباہ و برباد کرتے اور بدلتے ہیں وہ اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ صوفیانہ افکار دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہر قسم کے جدید قدیم فلسفوں خرافات اور لاف و گزاف کا پورا پورا معجون مرکب ہیں۔دنیا کا کوئی بھی کفر زندقہ اور الحاد ایسا نہیں ہے جو صوفیانہ افکار میں داخل ہو کر صوفی عقیدے کا ایک جز نہ بن گیا ہو چنانچہ ایک طرف وحدت الوجود کا قول ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ اللہ ہی ہے تو دوسری طرف مخلوق میں اللہ کی ذات یا صفات کے حلول کا قول ہے۔کہیں معصوم ہونے کا دعوی ہے تو کہیں غیب سے تلقی اور حصول کی ترنگ ہے۔کہیں محمد ص کو سارے عالم کا قبا اور عرش پر مستوی قرار دیا جا رہا ہے تو کہیں کہا جاتا ہے کہ اولیاء کرام دنیا کا نظام چلاتے اور کائنات پر حکومت کرتے ہیں غرض کہا جا سکتا ہے کہ روئے زمین پر کوئی بھی شرکیہ عقیدہ ایسا نہیں پایا جاتا جسے صوفیانہ افکار کی طرف منتقل نہ کر لیا گیا ہو اور اس کو آیات و احادیث کا لباس نہ پہنا دیا گیا ہو بلکہ کوئی بھی صوفی جو یہ جانتا ہو کہ تصوف کیا ہے میں اسے چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق یہ ثابت کر دے کہ ابلیس کافر اور جہنمی ہے اور فرعون کافر اور جہنمی ہے بنو اسرائیل کے جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی انہوں نے غلطی کی تھی"۔

وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ" تصوف کے یہ بڑے بڑے جغادری یعنی حلاج بستامی جیلی ابن سبعین ابن عربی، نابلسی، تیجانی وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب درحقیقت اس امت میں غلط طور پر گھس گئے ہیں اور اس امت کی طرف غلط طور پر منسوب کیا گئے ہیں انہوں نے اللہ اور رسول پر جھوٹ گھڑا ہے اور اللہ کے دین میں باطل بات کہی ہے"۔[24]

فسق و فجور اور اباحیت کے قائل ہیں شیخ عبدالخالق عبدالرحمن نے واقعہ نقل کیا ہے ایک شخص کی وفات کے بعد جب ابن خفیف بغدادی ان کے گھر میں بطور تعزیت تسلی دلائی پھر اس بات پر قائل کیا کہ یہاں موجود تمام صوفیا عورتیں اور مرد اپس میں اختلاط کریں تاکہ انوارات منتقل ہوں اور روحیں صاف ہوں "۔

یہ بظاہر نیک لوگوں کا لباس استعمال کرتے ہیں لیکن ناچتے تھکتے عورتوں اور لونڈوں سے گانے سنتے ہیں شریعت کے احکام چھوڑتے ہیں ان کی خانقاہیں جہاں یہ طعش کرتے ہیں مسجدوں سے کٹ کر رہتے ہیں کھانے پینے ناچنے گانے کے لیے جانوروں کی طرح اپنے اپ کو موٹا کرتے ہیں اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے گڑی اور پیوند استعمال کرتے ہیں اجنبی عورتوں سے ملاپ رکھتے ہیں اور وجد میں اگر کسی کے کپڑے گر جائیں تو انہیں اپس میں بانٹنا حلال سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ سارنگی بجا کر گانا گانا عبادت ہے ان کے مطابق شیخ کے کسی فعل پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔نشہ اور گانجا وغیرہ کو حلال قرار دیتے ہیں ابن عقیل کے بقول ان سب چیزوں کے لیے انہوں نے اپنے نام گھڑے پھر اسے شریعت کا نام دیا کہتے ہیں یہ روایات کو مردوں سے لیتے ہیں جبکہ ہم حی لا یموت سے لیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ جس طرح حدثنی ابی عن جدی(میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کیا)جائز ہے اسی طرح حدثنی قلبی عن ربی (میرے دل نے میرے پروردگار سے روایت کیا) ۔یہ لوگ فقہاء اور اہل حدیث دونوں کے دشمن ہیں کیونکہ یہ دونوں خلاف شریعت باتوں کے حوالے سے انہیں منع کرتے ہیں تو وہ انہیں اپنا دشمن باور کرتے ہیں ۔[25]

مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودی اور تصوف

خانقاہی نظام کی حیثیت اور اس کے روح رواں تصوف کی حیثیت کے متعلق مولانامودودی نے ایک سوال کا بڑا اچھا جواب دیا سوال تھا"تصوف جس کی تعبیر احسان وسلوک بھی ہے جس کی تعلیم اکابر نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ وغیرہ نے دی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین محمد نقشبند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اس تصوف کو آپ حضرات دین کے لیے مفید سمجھتے ہیں یا مضر"؟مولانامودودی نے فرمایا "ہمارے نزدیک ہر وہ چیز جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطابقت رکھتی ہے وہ مفید ہے اور تصوف کسی ایک چیز کا نام نہیں ہے بلکہ بہت سی مختلف چیزیں اس نام سے موسوم ہوگئی ہیں، جس تصوف کی ہم تصدیق کرتے ہیں وہ اور چیز ہے۔ جس تصوف کی ہم تردید کرتے ہیں وہ ایک دوسری چیز ہے اور جس تصوف کی ہم اصلاح چاہتے ہیں وہ تیسری چیز ہے ۔ایک تصور وہ ہے جو اسلام کے ابتدائی دور کے صوفیاء میں تھا۔ مثلاًفضیل بن عیاض، ابراہیم ادہم اور معروف کرخی وغیر ہم اس کا کوئی الگ فلسفہ نہ تھا اس کا کوئی الگ طریقہ نہ

تھا وہی افکار اور وہی اشغال و اعمال تھے جو کتاب و سنت سے ماخوذ تھے اور ان سب کا وہی مقصود تھا جو اسلام کا مقصود ہے یعنی اخلاص للہ اور توجہ الی اللہ۔ وما امر و سورہ بینہ کی آیت اس تصوف کی ہم تصدیق کرتے ہیں اور صرف تصدیق ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو زندہ اور شائع کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا تصور وہ ہے جس میں اشراقی اور رواقی اور زردشتی اور ودانتی فلسفوں کی آمیزش ہوگئی ہے۔ جس میں عیسائی راہبوں اور ہندو جوگیوں کے طریقے شامل ہوگئے ہیں جس میں مشرکانہ تخیلات و اعمال تک شامل ہوگئے ہیں۔ جس میں شریعت اور طریقت اور معرفت الگ الگ چیزیں ہیں۔ ایک دوسرے سے کم و بیش بے تعلق بعض اوقات باہم متضاد بن گئی ہیں اور جس میں انسان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کے فرائض کی انجام دہی کے لیے تیار کرنے کی بجائے اس سے مختلف دوسرے ہی کاموں کے لیے تیار کیا جاتا ہے اس تقوی کی ہم تردید کرتے ہیں" ۔اور ہمارے نزدیک اس کو مٹانا خدا کے دین کو قائم کرنے کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جاہلیت جدیدہ کو مٹانا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک اور تصور بھی ہے جس میں کچھ خصوصیات پہلی قسم کے تصوف کی اور کچھ خصوصیات دوسرے قسم کے تصوف کی ملی جلی پائی جاتی ہیں اس تصوف کے طریقہ کو متعدد ایسے بزرگوں نے مرتب کیا ہے جو صاحب علم تھے نیک نیت تھے مگر اپنے دور کی خصوصیات اور پچھلے ادوار کے اثرات سے بالکل محفوظ بھی نہ تھے انہوں نے اسلام کے اصل تصوف کو سمجھنے اور اس کے طریقے کو جاہل تصوف کے آلودگیوں سے پاک کرنے کی پوری کوشش کی، لیکن اس کے باوجود ان کے نظریات میں کچھ نہ کچھ اثرات جاہلی فلسفہ تصوف کے اور ان کے اعمال و اشغال میں کچھ اثرات باہر سے لیے ہوئے اعمال واشغال شغال کے باقی رہ گئے، جن کے بارے میں ان کو یہ اشتباہ پیش آیا کہ یہ چیزیں کتاب و سنت کی تعلیم سے متصادم نہیں ہے یا کم از کم تاویل سے انہیں غیر متصادم سمجھا جا سکتا ہے۔ علاوہ بریں اس تصوف کے مقاصد اور نتائج بھی اسلام کے مقاصد اور مطلوبہ نتائج سے کم و بیش مختلف ہیں نہ اس کا مقصد واضح طور پر انسان کو فرائض خلافت کی ادائیگی کے لیے تیار کرتا اور وہ چیز بتلاتا ہے جس کو قران نے

لتکو وا شهداء علی الناس[26]

کے الفاظ میں بیان فرمایا اور نہ اس کا نتیجہ ہی یہ ہو سکا ہے کہ اس کے ذریعے سے ایسے آدمی تیار ہوتے جو دین کے پورے تصور کو سمجھتے اور اس کی اقامت کی فکر انہیں لاحق ہوتی اور وہ اس کام کو انجام دینے کے اہل بھی ہوتے۔ اس تیسری قسم کے تصوف کی نہ ہم کلی تصدیق کرتے ہیں اور نہ کلی تردید بلکہ اس کے پیرؤں اور حامیوں سے ہماری گزارش ہے کہ براہ کرم بڑی بڑی شخصیتوں کی عقیدت کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے آپ اس تصور پر کتاب و سنت کی روشنی میں تنقیدی نگاہ ڈالیں اور اسے درست کرنے کی کوشش کریں نیز جو شخص اس تصوف کی کسی چیز سے اس بنا پر اختلاف کرے کہ وہ اس کو کتاب و سنت کے خلاف پاتا ہے تو قطع نظر اس سے کہ آپ اس کی رائے سے موافقت کریں یا مخالفت بہرحال اس کے حق تنقید کا انکار نہ فرمائیں اور اسے خوامخواہ نشانہ ملامت نہ بنانے لگیں" ۔[27]

تصوف کے چوتھے دور میں مسلمانوں کی مزید تقسیم ہوئی تو خانقاہیں اور صوفیاء بھی اپنے اپنے مسلک کے ساتھ محدود ہوگئے۔ تصوف میں پہلے دور کی خوبی نہ رہی، بلکہ تسہل پسندی، عیش و عشرت اور اسلاف کے نام کی برکتیں اور تبرکات کا دور دورہ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سارے محققین نے تصوف کو سرے سے ناجائز قرار دیا اس کی وجہ یہی بعد کے تصوراتِ تصوف ہیں جن کی حقیقی تصوف سے کوئی تعلق نہیں اور بہت سے محققین نے بعد کی پیدا شدہ بدعات کو تو ناجائز کہا مگر تصوف اور خانقاہی نظام کو جائز قرادیا اور انصاف یہی ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ تصوف جو شریعت کی روشنی میں ہو وہ بلاشک جائز اور مقصودِ شریعت ہے جس میں انسان کے کردار کی صفائی ہو، اسلامی روایات اور نظریہ کی ترویج ہو، مریدین کی اصلاحِ نفس ہو ایسے تصوف کو ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں یہ سب کے ہاں جائز ہے اور جس تصوف میں عجمی روایات و فلسفہ ہو اور خدا کی ذات سے دوری کا باعث ہو۔ ایسا تصوف بھی اور خانقاہی نظام بھی جس میں ایسے تصوف کی تعلیم سب کے ہاں ناجائز ہے۔

خلاصہ بحث

تحقیق ہذا "خانقاہی نظام: قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ" میں خانقاہی نظام کے تصور، اس کے تاریخی ارتقاء، دینی و روحانی بنیادوں اور معاشرتی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ خانقاہ بطور ادارہ عہدِ نبوی ﷺ میں اپنی موجودہ تنظیمی شکل میں موجود نہیں تھی، تاہم اس کے بنیادی اصول اور مقاصد قرآنِ کریم اور سنتِ رسول ﷺ سے ماخوذ ہیں۔ قرآنِ مجید نے تزکیۂ نفس، ذکرِ الٰہی، تقویٰ، اخلاص، صحبتِ صالحین اور اصلاحِ باطن پر خصوصی زور دیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی تربیتی مجالس ان تمام روحانی اقدار کا عملی نمونہ پیش کرتی ہیں۔ یہی عناصر بعد میں خانقاہی نظام کی بنیاد بنے۔ خانقاہوں نے اسلامی معاشرے میں دین کی تبلیغ، اخلاقی تربیت، روحانی اصلاح، تعلیم و تدریس، سماجی خدمت اور فلاحِ عامہ کے میدانوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ برصغیر سمیت عالمِ اسلام کے مختلف خطوں میں خانقاہیں دینی شعور بیدار کرنے، لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور مختلف طبقاتِ معاشرہ کے درمیان محبت، رواداری اور اخوت کو فروغ دینے کا ذریعہ بنیں۔ بہت سے صوفیاء کرام نے خانقاہوں کو دعوت و اصلاح کا مرکز بنا کر معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور اسلامی اقدار کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کیا۔

تاہم تحقیق کے دوران یہ امر بھی سامنے آیا کہ بعض ادوار میں خانقاہی نظام کے ساتھ بعض ایسی رسوم وروایات وابستہ ہو گئیں جن کی تائید قرآن و سنت سے نہیں ہوتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ خانقاہی نظام کو اس کی اصل روح کے مطابق قرآن و سنت کے معیارات پر پرکھا جائے اور غیر شرعی یا غیر مستند امور سے پاک کیا جائے۔ خانقاہ کا حقیقی مقصد انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح، اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مضبوطی اور اعلیٰ اخلاق کی تشکیل ہے، نہ کہ محض رسمی یا موروثی وابستگی۔ نتیجتاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خانقاہی نظام اپنی اصل تعلیمات اور مقاصد کے اعتبار سے اسلامی روحانی تربیت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر اسے قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق فعال بنایا جائے تو یہ موجودہ دور میں بھی فرد کی اخلاقی تعمیر، روحانی بالیدگی اور معاشرتی استحکام میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق خانقاہی اداروں کی اصلاح، تنظیم اور علمی رہنمائی وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وہ اسلامی معاشرے کی فکری و روحانی تعمیر میں اپنا مؤثر کردار ادا کرتے رہیں۔

حوالہ جات

---

[1] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب ، دار الفكر، بيروت1988۔ 611 ۔

[2] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد،ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب ، دار الفكر، بيروت1988 ،613۔

[3] القشيري،عبد الكريم بن هوازن بن عبدالملك،لطائف الإشارات،تفسيرالقشيري،الهيئة المصرية العامة للكتاب،مصر 1/6

[4] الحصين ،أحمد بن عبد العزيز: دعوة الإمام محمد بن عبد الوهاب سلفية لا وهابية فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية،1999م443۔

[5] الحصين،دعوة الإمام محمد بن عبد الوهاب 449۔

[6] المغراوي ،أبو سهل محمد بن عبد الرحمن، موسوعة مواقف السلف في العقيدة والمنهج والتربية المكتبة الإسلامية مراكش سن133/6۔

[7] ابن قيم الجوزية ،محمد بن أبي بكر : تفسير القرآن الكريم، بيروت1410 ھ ص91۔

[8] ابن قيم الجوزية ،محمد بن أبي بكر،متن القصيدة النونية ابن تيمية، القاهرة 1417ھ ص224۔

[9] ابن تيمية ،تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحنبلي الدمشقي : اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم، بيروت، لبنان1999م،15/1

[10] ابن تيمية،تقي الدين أبوالعباس أحمدبن عبدالحليم الحنبلي الدمشقي ،الاستقامة،جامعةالإمام محمد بن سعود،المدينة المنورة 1403ھ ،83۔

[11] ابن تيمية، تقي الدين الاستقامة، 99۔

[12] ابن تيمية،تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحراني،مجموع الفتاوى، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية/1995م30/3،120۔

[13] حفیظ الرحمن ،محمد ،ڈاکٹر ،تصوف اور صوفیاء کی تاریخ عرب سے ہندوستان تک شاکر پبلی کیشنز لاہور 2014،ص41

[14] فاروق ،ضیاء الحسن ،پروفیسر ، آئینہ تصوف ،تصوف فاؤنڈیشن ص 88۔

[15] حفیظ الرحمن ،محمد ،ڈاکٹر ، تصوف اور صوفیاء کی تاریخ عرب سے ہندوستان تک43

[16] الشمس ،آیت10،9۔

[17] النّٰزعٰت ،آیت37-41۔

[18] المزمل، آیت1۔

[19] ایضاً،آیت10۔

[20] حفیظ الرحمن ،محمد ،ڈاکٹر ،تصوف اور صوفیاء کی تاریخ عرب سے ہندوستان تک ص 54۔

[21] القمر،آیت 17۔

[22] الطوسی ،ابو نصر سراج ،اللمع ،دارالکتب الحدیثہ مصر ،1960،ص41

[23] ایضاً،ص 18

[24] ایضاً،ص26

[25] میاں،طفیل محمد، مشاہدات، نگارشات ،لاہور،2015ء،ص 56۔

[26] البقرہ ،آیت184۔

[27] میاں ، طفیل احمد ،مشاہدات ص61